رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۲۵ مئی ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۳۶ ہجری | نمبر ۹۱

مدینۃ المسیح

شہر گوات میں ۲۵-۲۶ مئی ۱۹۱۸ء کو آریہ سماج سے تحریری و تقریری مباحثہ ہے۔ یہاں سے مولانا حافظ روشن علی صاحب منشی فضل حسین صاحب و حافظ جمال احمد صاحب۔ اور ایڈیٹر صاحب الفضل بطور رپورٹر ۲۳ مئی کی شب کو تشریف لیگئے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب واپس لائے۔

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب جو چند یوم کے لئے لاہور تشریف لیگئے تھے ۲۲ مئی کو واپس آگئے ہیں۔

جناب میر قاسم علی صاحب کا فاروق پریس لگایا جارہا ہے اللہ تعالیٰ مفید و بابرکت کرے۔ جناب میر صاحب کا لڑکا عزیز شفاق احمد بیمار ہے احباب اس کی صحت کیلئے دعا کریں

ایک سال گرمی تیز ہے رمضان شریف سر پر ہے الٰہی الٰہم

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کے متعلق اطلاعیں

خاکسار ایڈیٹر الفضل نے احباب کے اس بیتابانہ اشتیاق کو مدنظر رکھتے ہوئے جو انھیں اپنے مخدوم و مطاع حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے تفصیلی حالات سے آگاہ ہونے کے متعلق ہے۔ ایک عریضہ بحضور حضرت خلیفۃ ثانی تحریر کرایا تھا کہ حضور ہمرکابی کی سعادت رکھنے والے خدام میں سے کسی کو ارشاد فرمادیں کہ وہ ہم ہجران نصیبوں کی تسلی اور اطمینان کے لئے جہاں تک کہ ان سے ممکن ہو حضور کے تفصیلی حالات قلمبند کرکے تاریخ وار ارسال

کردیا کریں۔ یہ عریضہ حوالہ ڈاک کرنے کے دوسرے ہی دن مکرمی شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں انھوں نے گذشتہ ایام کے متعلق اپنی عدیم الفرصتی بیان کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ آئندہ انشاء اللہ التزام سے حضرت خلیفۃ المسیح کے حالات ارسال کیا کرونگا۔ اگرچہ ان کے اس وعدے سے ہمیں بیحد خوشی ہوئی تھی۔ اور انھیں اپنے ناظرین کی طرف سے شکریہ کا خط بھی لکھدیا تھا۔ لیکن چونکہ ہم ذاتی طور پر ان کی مصروفیت اور خدمتگذاری سے واقف تھے اس لئے دل میں خدشہ ہی رہا کہ وہ کس طرح ایفائے وعدہ کے لئے فرصت نکال سکیں گے۔ افسوس کہ یہ ہمارا خدشہ درست نکلا۔ اور تاحال (۲۳ مئی) ان کی طرف سے کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ جس کی

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا۔

رحم فرمائے۔

وجہ سے اسے مطلق صحتی کے کوئی نہ ہوگی۔ کیا ہی
اچھا ہو کہ کوئی اور صاحب اپنے بیشمار بھائیوں کی
تسلی اور اطمینان کے لئے اس خدمت کو اپنے
ذمہ لیں۔ اور روزانہ مفصل حالات تحریر فرما کر
ارسال کرتے رہیں۔ جب تک ایسا نہیں ہوا ہم
انہیں اطلاعات کو شائع کرنے کے قابل ہیں جو
چند سطور سے زائد نہ ہونے کی وجہ سے احباب
کی تسکین کے لئے ہرگز کفتی نہیں ہیں۔

۱۸ مئی ۱۹۱۸ء - حضرت کی طبیعت خدا کے
فضل سے اچھی ہے۔ ناک میں جو اوپریشن ہوا تھا
اس میں معلوم ہوتا ہے کچھ نقص رہ گیا۔ اس لئے
تکلیف رہتی ہے۔ ویسے طاقت میں روزانہ
اضافہ ہے۔

میتھو رین ہل پر حضرت نے گھوڑے کی
سواری کی جس سے کسی قسم کی تکلیف
نہیں ہوئی۔ میتھو رین ہل پر کوئی مکان
نہیں مل سکا۔ اس لئے سر رسٹ ہاسل
جانے کا ارادہ ملتوی ہے۔

۱۹ مئی - ناک کی تکلیف کو آرام ہے
طاقت میں اضافہ ہے۔ مگر ڈاکٹروں
نے مناسب سمجھا ہے کہ ناک کو آرام دینے
کے لئے سیر وغیرہ کچھ ایام تک نہ کیا جائے۔ اس
لئے حضرت نماز کو نہیں تشریف لے جاتے۔ باقی سب خیریت

۲۰ مئی ۱۹۱۸ء حضرت کی صحت اللہ کے فضل سے
بہت ترقی کر رہی ہے۔ بعض
وقت عارضی تکلیف ہو جاتی ہے۔ جو اللہ کے فضل
سے جلدی دور ہو جاتی ہے۔ آج پونا سے بھائی محمد عالم
صاحب سکرٹری اور سکندر و حمید ہ آ رہے سیٹھ عبداللہ
الہ دین صاحب حضرت کی ملاقات کو تشریف لائے
بمبئی میں گذشتہ اتوار کو وفات مسیح پر اور آج اتوار کو صداقت
مسیح موعود پر شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کے لیکچر ہوئے
آج بذریعہ اشتہار اور گرد آوری پورا اعلان کیا گیا
دوستوں کو سمجھ میں اطلاع ہیں تمام خاندان بخیریت ہے
دعا میں کریں کہ وہ جلد قادیان پر طلوع کرے۔

اخبار احمدیہ

ولایت میں قبول اسلام

(از جناب مفتی محمد صادق صاحب کے)
ہاتھ پر ایک جنٹلمین بنام جیمز ووڈ مشرف باسلام ہوا
اسلامی نام ابراہیم رکھا گیا۔ اور ایک معزز لیڈی ہی
بنام مس ہارڈی قاضی عبداللہ صاحب کی تبلیغ سے رسول
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تحریری اقرار کرنیوالی
ہوئی فالحمدللہ۔ عبدالحی عرب مولوی فاضل نمبر ۴ اسٹار سٹریٹ
لنڈن۔ ڈبلیو نمبر ۲

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کیلئے دعا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے علیل ہونے کی وجہ سے
چونکہ ہم حضور کے روحانی فیوض اور ایمان پرور ارشادات سے محروم ہو رہے ہیں
اس لئے احباب کو چاہیئے کہ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ حضور کی کامل
صحت وتندرستی کے لئے خاص طور پر دعاؤں میں مشغول رہیں۔ اس موقعہ پر میں
احباب کو قبولیت دعا کے ان طریقوں کے مطابق دعا کرنیکا مشورہ دیتا ہوں جو
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے فرمودہ ایک رسالہ کی صورت میں چھپکر شائع ہو چکے
ہیں اگر کسی غیر مستطیع بھائی کے پاس یہ رسالہ نہ ہو تو وہ صرف محصولڈاک بھیجکر
مجھ سے منگوالیں ایسے احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کیلئے دعا
کرنیکی خاطر یہ رسالہ مفت بھیجا جائیگا۔
خاکسار ایڈیٹر الفضل

مولوی غلام رسول صاحب کا تبلیغی دورہ

گوجرانوالہ میں عیسائیوں سے مباحثہ

مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
نے اپنے گذشتہ ایام کے تبلیغی دورہ کے مختصر حالات لکھے
ہیں جنہیں ہم احباب کی اطلاع کے لئے درج ذیل کرتے ہیں۔
گوجرانوالہ میں ان ایام قریبہ میں دو دفعہ عیسائی
صاحبان کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ اور دونوں دفعہ خدا کے
فضل سے ہم کامیاب رہے۔ پہلی دفعہ کے مناظرہ میں
کامیابی کی یہی ایک بہت بڑی دلیل کافی ہے کہ گوجرانوالہ
کے عیسائی صاحبان نے مناظرہ میں اپنی خفت کو
یہاں تک محسوس کیا کہ انہیں پادری جوالا سنگھ صاحب کو
لکھنؤ سے بلانا پڑا۔ تاکہ کسی طرح سے تلافی مافات ہو سکے
چنانچہ پادری صاحب موصوف سے قریباً ایک ہفتہ تک مباحثہ
ہوا۔ اور ہر روز میدان ہمارے ہاتھ رہا۔ اس بہت بڑے
معرکے کے متعلق غیر احمدی اور غیر مسلم صاحبان نے اقرار کیا کہ
احمدی کامیاب رہے۔ اور ہر مجلس مناظرہ میں بفضلہ
تعالیٰ سب حاضرین باستثنائے عیسائی صاحبان مسرت
اور خوشی کے نعرے بلند کرتے تھے۔ اور مدلل معقول
اور مسکت جوابات سے نہایت ہی سرور ظاہر کرتے
تھے۔ والحمدللہ علیٰ ذالک میرے پاس ان مناظروں کے
نوٹ موجود ہیں۔ عندالفرصت ترتیب دیکر رسالہ کی شکل
میں شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ امید ہے کہ بہت سے
احباب کے لئے مفید ہوگا۔ انشاء اللہ

کرتارپور میں مباحثہ

گوجرانوالہ کے بعد کرتارپور
میں جہاں مولوی ابراہیم صاحب مبلغ
اور خاکسار راقم مولوی ثناء اللہ صاحب
اور مولوی ثواب الدین صاحب کے
ساتھ مناظرہ کے لئے بھیجے گئے کامیابی
کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ مولوی عمر الدین
صاحب شملوی جو اس مناظرہ میں موجود تھے
انہوں نے اس مناظرہ کے متعلق رپورٹ لکھی ہے
اس کے بعد خاکسار حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ
کی غرض سے بھیرہ پہنچا۔ بھیرہ میں مولوی ابراہیم صاحب
اور خاکسار دونوں گئے۔ تبلیغ اچھی ہو گئی۔ وہاں تقریر
کے لئے ایک ہندو صاحب نے ہمیں مکان دیا۔ لیکن
وہاں کے ایک صاحب بادشاہ نام پیر اور آنریری مجسٹریٹ
اور بہت ہی شریف اور خلیق بزرگ ہیں انہوں نے
یہ سنکر کہ ہندو کے مکان میں تقریر ہوگی سخت ناپسند کیا اور
پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے مکان پر آکر تقریر کریں سامان سب
مہیا ہے۔ اس کے بعد ان کے مکان پر تقریر کی گئی اور صداقت
مسیح موعود کے متعلق پورے طور سے تبلیغ کی گئی۔ پھر بھیرہ
سے آکر ہوشیارپور دو جالندھر کو گیا۔
(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۵ مئی ۱۹۱۸ء

ولایت میں تبلیغ اسلام

مسافر آگرہ کے ایک سوال کا جواب

اخبار "مسافر آگرہ" آریوں کا ایک اخبار ہے۔ جس نے اسلام پر بیجا اور بے جا اعتراضات کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ چنانچہ اس میں "قرآن مجید پر تنقید" کے عنوان سے قریباً ہر ہفتہ کچھ نہ کچھ لکھا جاتا ہے۔ اگر "مسافر آگرہ" کے اس سلسلہ مضامین کی بنا علمیت پر ہوتی اور اس کے لئے عقل و فکر سے کام لیکر معقولیت کے ساتھ قلم اٹھایا جاتا۔ تو ہمارا فرض تھا کہ ہم اس کی طرف توجہ کرتے۔ اور ہر ایک اس اعتراض کا جواب دیتے جو "مسافر آگرہ" قرآن کریم کی کسی آیت پر متانت اور تہذیب سے کرتا۔ لیکن چونکہ قرآن مجید پر تنقید کرنے والے مہاشہ صاحب کی علمیت اور قرآن مجید کے متعلق واقفیت ان کے مضامین سے ظاہر ہے۔ اس لئے ہم نے ایک ایسے شخص کے مضامین کو کچھ وقعت دینا فضول سمجھا۔ جو علم عربی سے محض ناواقف ہونے کی وجہ سے ترجمہ قرآن مجید کو سامنے رکھ کر اس کی اردو عبارت کو نشانہ اعتراضات بنانا اپنا فخر سمجھتا ہے اور قرآن کریم سے تعلق رکھنے والی موٹی سے موٹی باتوں سے آگاہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے مسافر آگرہ کے اس قسم کے مضامین کی طرف کبھی توجہ نہیں کی۔ اور نہ آئندہ اس وقت تک توجہ کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں جب تک کہ وہ معقولیت کے ساتھ علمی طور پر اعتراضات پیش کرنے کی طرف نہیں آتا۔

لیکن چونکہ مسافر آگرہ نے اپنے تازہ پرچہ میں قرآن کریم پر اعتراضات کرتے ہوئے "قادیانی پارٹی سے ایک اہم سوال" کی سرخی قائم کر کے ہمیں خاص طور پر مخاطب کیا ہے۔ اس لئے اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ مسافر آگرہ اپنی اشاعت ۱۰- مئی ۱۹۱۸ء میں لکھتا ہے کہ

"یاایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود والنصٰری اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لا یھدی القوم الظٰلمین

ترجمہ۔ ایمان والو مت پکڑو یہود اور نصاریٰ کو رفیق وہ آپس میں رفیق ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے رفاقت کرے وہ انہیں میں ہے۔ اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو۔ سورہ مائدہ۔ رکوع ۱۱

تنقید۔ آیت کا مطلب صاف ہے اور کسی لمبی چوڑی تشریح کا محتاج نہیں ہے مسلمانوں کے عقیدہ کے بموجب اللہ اس آیت میں مومن مسلمانوں کو ہدایت کرتا ہے۔ کہ اے مسلمانو تم لوگ یہود و نصاریٰ سے محبت نہ کرو۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے سے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ بے انصاف لوگوں کو راہ نہیں دکھلاتا۔ اور یہود و نصاریٰ غیر منصف لوگ ہیں اور باوجود اس فرمان ایزدی کے اگر کوئی شخص اس کے خلاف چلتا ہے اور وہ اُن سے دوستی رکھتا ہے۔ تو قرآن شریف فرقان حمید فرماتا ہے کہ وہ شخص خود یہود و نصاریٰ ہو جاتا ہے۔

واعظین اسلام کو اس آیت کریمہ پر مطالعہ کرنا چاہئے اور خصوصاً قادیانی پارٹی کے ہر دو فریق کو اس آیت پر نظر تعمق سے دیکھنا چاہئے۔ اور سوچنا چاہئے۔ کہ ان کا عمل تبلیغ اسلام کہاں تک مناسب اور نص قرآنی کے مطابق ہے۔ یہ امر ایک ظاہر بات ہے۔ کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنے مذہب کا پیرو اس وقت تک نہیں بنا سکتا کہ وہ ان میں رابطہ محبت قائم نہ کرے۔ کیونکہ بلا محبت و آشتی کے کوئی شخص کسی اجنبی کی سچی بات بھی سننے کو تیار نہیں ہو سکتا۔ ایسی صورت میں خدا کا یہ فرمان کہ کوئی مومن کسی گمراہ سے دوستی اور پریم نہ کرے۔ سراسر خلاف مصلحت ہے۔"

یہ ہے مسافر آگرہ کا "ایک اہم سوال" لیکن پیشتر اس کے کہ ہم اس کا جواب دیں۔ "قرآن مجید پر تنقید" کرنے والے مہاشہ صاحب کی علمی قابلیت اور قرآنی واقفیت پر کسی قدر روشنی ڈالنا چاہئے۔ تاکہ ثابت ہو جائے کہ مہاشہ صاحب مذکور کا قرآن کریم پر تنقید کرنے کے لئے کھڑا ہونا دیدہ دلیری اور شوخ چشمی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

مہاشہ صاحب نے جس آیت پر تنقید کی ہے اس کا حوالہ سورہ مائدہ۔ رکوع ۱۱ دیا ہے۔ جو ان کی ناسمجھی اور بے علمی کا بین ثبوت ہے۔ اس لئے نہیں کہ حوالہ دینے میں ان سے غلطی ہو گئی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ قرآن کریم کے رکوع کا حوالہ دینا جانتے ہی نہیں اور انہیں معلوم ہی نہیں کہ رکوعوں پر جو نمبر لگے ہوتے ہیں۔ وہ کس طریق اور کس حساب سے ہوتے ہیں۔ اور کونسا نمبر سورۃ کا ہوتا ہے۔ اور کونسا پارہ کا۔ اس بات کے نہ جاننے کی وجہ سے انہوں نے ایسا کیا ہے۔ انہوں نے مندرجہ بالا آیت کے سامنے رکوع نمبر ۱۱ کا نشان دیکھ کر اپنی سمجھ دانی کی بنا پر لکھ دیا کہ اسی رکوع کی یہ آیت ہے۔ اور نمبر ۱۱ سورہ مائدہ کے رکوعوں کا نمبر ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اور قرآن کریم کے متعلق بہت معمولی سی واقفیت رکھنے والا انسان بھی ایسی غلطی کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ ایک ایسا شخص اس کا مرتکب ہو جو قرآن کریم پر اعتراض کرنے اور اس کی غلطیاں چھانٹنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ قرآن کریم پڑھنے والے شخص کو کم از کم اتنا تو معلوم ہے۔ کہ ہر ایک رکوع کا نمبر خواہ وہ سورہ کے لحاظ سے ہو یا پارہ کے لحاظ سے۔ اس کے خاتمہ پر لگا ہوا

اس لئے جہاں سے یہ آیت شروع ہوتی ہے اس کے بالمقابل جو نمبر گیارہ ہے۔ وہ اس رکوع کا ہی جو ختم ہو چکا ہے۔ اور یہ آیت اس رکوع کی نہیں بلکہ اگلے رکوع کی ہے۔ جس کا نمبر بارہ ہے۔ پھر اس پر جو گیارہ نمبر ہے۔ وہ سورہ مائدہ کے رکوعوں چھٹے پارہ کے حساب سے ہے۔ مگر یہ باتیں تو وہ جانے جسے قرآن کریم کا کچھ واقفیت بھی ہو۔ معاشہ جی کو ان باتوں سے کیا سروکار انھیں تو مترجم قرآن سامنے رکھ کر اس کی اردو عبارت پڑھتے ہی سیدھے اعتراض کرنے کا شوق ہے کیا ہمیں معاشہ صاحب موصوف بتا سکتے ہیں کہ ایسی معمولی باتوں سے بھی ناواقف ہونے کی صورت میں "قرآن مجید پر تنقید" کا عنوان مقرر کرکے ادھر ادھر کی باتیں لکھ دینا ان کو کہاں تک زیبا ہے۔ انھیں چاہئے کہ پہلے قرآن کریم کے متعلق پوری واقفیت بہم پہنچائیں۔ اور پھر اعتراض کرنے بیٹھیں۔ تا ہم ان کے اعتراضات کے جوابات دینے کو تضییع اوقات نہ سمجھیں۔

اس کے بعد ہم معاشہ صاحب موصوف کے اہم سوال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور چونکہ انھوں نے اپنی اسی قابلیت اور علمیت کے مطابق جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ آیت کے بالکل غلط اور نادرست معنی کئے ہیں۔ اس لئے ہم پہلے صحیح معنی بیان کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فرماتا ہے۔

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ تم یہود و نصاریٰ کو اپنا مددگار نہ بناؤ۔ کیونکہ ان میں سے بعض بعض کے مددگار ہیں۔ اور تم میں سے جو ان کو مددگار بنائیگا۔ وہ ان ہی میں سے ہوگا یقیناً اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیگا۔"

اعتراض کرنے سے پہلے اگر مسافر آگرہ اگلے رکوع کی پہلی آیت کو پڑھ لیتا جو یہ ہے یایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا من الذین اوتوا الکتب من قبلکم والکفار اولیاء جس میں کہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے ان کافروں اور اہل کتاب سے جو یہود اور نصاریٰ ہیں دوستی رکھنے سے منع کیا ہے جو ان کے دین کو ہنسی اور کھیل سمجھتے تھے۔ تو اس کو یہ وہم و گمان نہ ہوتا۔ کہ اسلام نے تمام یہود و نصاریٰ کی دوستی سے منع کیا ہے۔

ہم اسے بتاتے ہیں کہ جس آیت کو پیش کرکے مسافر آگرہ نے اعتراض کیا ہے۔ اس آیت میں بھی خدا تعالیٰ نے ایسے مسلمانوں کو جو کسی نہ کسی ذاتی فائدہ کی خاطر یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھتے۔ یا ان سے کسی نفع کے متوقع تھے۔ حکم دیا ہے۔ کہ جنگ و جدال کے زمانہ میں ایسا نہ کرو۔ جیسا کہ اس کے ساتھ کی اگلی آیت سے ظاہر ہے۔ جو یہ ہے۔ الذین فی قلوبھم مرض یسارعون فیھم یقولون نخشی ان تصیبنا دائرۃ کہ وہ کمزور لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے۔ وہ یہود اور نصاریٰ کے ساتھ اس بہانہ سے راہ و رسم رکھتے ہیں کہ مبادا بصورت ان یہود اور نصاریٰ کے غالب ہونے کے ہم پر کوئی مصیبت پڑے۔ اس کے علاوہ اسی آیت میں یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ وہ لوگ ایسے ہیں کہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے بلکہ نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ جیسا کہ اگلے رکوع میں انھیں اہل کتاب کو جن کے ساتھ دوستی رکھنے سے منع کیا گیا ہے مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا اھل الکتب ھل تنقمون منا الا ان امنا باللہ وما انزل الینا۔ کہ اے اہل کتاب ہمیں تم دکھ اور تکالیف نہیں پہنچاتے ہو۔ مگر اس لئے کہ ہم خدا پر اور وہ جو ہم پر اتارا گیا۔ اس پر ایمان لائے ہیں۔

جب ان کی یہ حالت ہے۔ تو ان کو اپنا مددگار سمجھنا اور ان سے فائدہ اور نفع کی خاطر دوستی رکھنا ایک فضول بات ہے۔ اگر تم ان سے مذہبی طور پر الگ تھلگ رہوگے۔ تو تمہیں کوئی دنیاوی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔ اور اگر ان کے عقائد کے ساتھ متفق ہو جاؤ گے تو پھر تمہاری بھی وہی حالت ہو جائیگی جو ان کی ہے۔ جس طرح وہ خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان نبی کا انکار کر رہے ہیں اور اس کے نشانات کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ اسی طرح تم کرنے لگو گے۔ اور ایسا کرنے والوں کو خدا ہدایت نہیں دیگا۔ اب اگر اس کے سیاق و سباق کو چھوڑ کر خود اس آیت پر بھی غور کیا جائے تو بھی اس کا وہ مطلب نہیں نکلتا جو معاشہ صاحب نکالتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ایسے یہود اور نصاریٰ سے مسلمانوں کو دوستی اور تعلق رکھنے سے منع کیا گیا ہے جو اس وقت تک کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچاتے۔ جب تک کہ ان کے مذہبی عقائد کو نہ مانا جائے بلکہ الٹا نقصان پہنچاتے ہیں۔ نہ کہ تمام یہود و نصاریٰ کی دوستی رکھنے سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ اس آیت میں جہاں یہود اور نصاریٰ سے دوستی رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ وہاں ان کی ایک بری صفت بیان کرکے ان کی تخصیص کر دی گئی ہے۔ اور بتا دیا ہے کہ ایسے یہود اور نصاریٰ جن میں یہ بری خصلت پائی جائے ان سے دوستی نہ رکھو۔ اور یہ صاف بات ہے کہ جو لوگ ایسی خصلت والے ہوں کہ محض اختلاف عقائد کی وجہ سے دوسروں کو کسی قسم کا فائدہ نہ پہنچاتے ہوں وہ ہرگز دوستی کے قابل نہیں ہوتے۔ اور نہ کوئی عقلمند ان سے دوستی رکھنا پسند کرتا ہے۔ ہاں جن میں یہ برائی نہ ہو ان سے دوستی رکھنے سے خدا تعالیٰ نے کہیں نہیں منع کیا۔ بلکہ اسی سورہ میں فرمایا ہے لتجدن اقربھم مودۃ للذین آمنوا الذین قالوا انا نصریٰ کہ تم لوگ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں۔ یعنی مسلمان سب سے نزدیک تر محبت کرنے والے ان کو پاؤ گے۔ جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔

اس آیت نے اس بات کو اور بھی واضح کر دیا کہ جن لوگوں سے دوستی نہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ ایک خاص گروہ ہے۔ جس میں وہ مخصوص برائی پائی جاتی ہے۔ جو دوستی اور محبت کی جڑ اکھاڑنے والی ہوتی ہے۔ کیونکہ باقی نصاریٰ تو ایسے ہیں جو

سب سے بڑھ کر مسلمانوں کے ساتھ محبت اور پیار رکھتے ہیں۔ پس ایسے نصاریٰ سے "دوستی اور پریم" رکھنے سے اسلام نے ہرگز منع نہیں کیا۔ جو ان سے محبت رکھتے۔ ان کی باتوں کو توجہ اور غور سے سنتے ہیں۔ اور چونکہ ہم انگریزوں کو ایسے ہی نصاریٰ سمجھتے ہیں۔ جو دیگر مذاہب کے لوگوں کی نسبت مسلمانوں سے اچھا اور شریفانہ سلوک کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ان سے "رابطہ محبت قائم کرتے" انہیں تبلیغ اسلام کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور جہاں تک ہماری طاقت اور ہمت ہے۔ اس فرض کے ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہاں اگر ایڈیٹر صاحب مسافر آگرہ ان انگریزوں میں وہ بات ثابت کر دیں جس کی وجہ سے اسلام نے اس آیت میں نصاریٰ کے ساتھ دوستی رکھنے سے منع کیا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ سوائے اپنے ہم مذہب لوگوں کے دوسروں کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچاتے۔ بلکہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں۔ تو ہم ولایت میں تبلیغ اسلام کرنا اپنی غلطی سمجھ لیں گے۔ اور اس سے باز آجائیں گے۔ لیکن جب تک ایڈیٹر صاحب مسافر آگرہ ایسا نہیں کر سکتے اس وقت تک ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ انگلینڈ میں تبلیغ اسلام کو اس وجہ سے ناجائز قرار دیں کہ اسلام نصاریٰ کے ساتھ دوستی اور محبت کرنے سے منع کرتا ہے۔ کیونکہ جہاں اسلام نے نصاریٰ سے دوستی کرنے سے منع کیا ہے وہاں اس کی وجہ بھی بتا دی ہے۔ اور جن نصاریٰ میں وہ وجہ نہ پائی جائے۔ ان کے ساتھ دوستی اور محبت کے تعلقات پیدا کرنا ہرگز ناجائز نہیں ہے۔

امید ہے ایڈیٹر صاحب مسافر آگرہ اب یا تو انگریزوں میں وہ وجہ ثابت کر دیں گے جس کو مدنظر رکھ کر اسلام نے نصاریٰ سے دوستی کرنے اور ان سے کسی نفع کی امید رکھنے سے منع کیا ہے۔ یا اقرار کریں گے کہ قرآن کریم کا یہ حکم اپنے محل اور موقعہ پر نہایت ہی مناسب اور ضروری ہے۔ اور ہمارا ولایت میں تبلیغ اسلام کرنا اس کے ہرگز خلاف نہیں ہے۔

حج کا ارادہ کرنے والوں کیلئے گورنمنٹ کا اعلان

گذشتہ پرچہ میں ہم راستہ کی دقتوں اور مشکلات کی وجہ سے حج کا ارادہ رکھنے والے اصحاب کو مشورہ دے چکے ہیں کہ امسال وہ اپنا ارادہ ملتوی کر دیں۔ اور ایسا کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام نے جہاں ہر ایک صاحب استطاعت مسلمان پر ساری زندگی میں ایک دفعہ حج کرنا فرض رکھا ہے وہاں ساتھ ہی من استطاع الیہ سبیلا کے ذریعہ راستہ کے طے کرنے کی استطاعت رکھنے کی شرط بھی رکھ دی ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ اگر راستہ میں مشکلات حائل ہوں۔ تو اس رخصت اس اجازت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ لیکن بعض ایسے اخبارات کو پڑھ کر ہمیں بہت افسوس ہوا جو باوجود راستہ کی مشکلات۔ جہازوں کی قلت۔ اجناس کی گرانی اور کمیابی کا اچھی طرح علم رکھتے ہوئے۔ بجائے اس کے کہ حج کا ارادہ رکھنے والوں کو امسال التوا کا مشورہ دیتے۔ انہیں اور زیادہ برانگیختہ کر رہے ہیں۔ اور لکھ رہے ہیں کہ حج کرنے میں جس قدر مشکلات اور مصائب جھیلنی پڑیں۔ اسی قدر زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ ہمارے خیال میں ایسے اخبارات نہ صرف گورنمنٹ کی مشکلات میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ بھولے بھالے لوگوں کو مصائب میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ جو صریح طور پر اسلام کے خلاف ہے۔

گذشتہ پرچہ میں ہم بمبئی کی حج کمیٹی کی اطلاع شائع کر چکے ہیں جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ امسال حج کے لئے جانا کس قدر مشکل اور مصائب کا موجب ہے۔ اب گورنمنٹ کی طرف سے جو سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔ وہ درج کرتے ہیں۔ جس میں اگرچہ کچھ لوگوں کو حج کے لئے "سوار کرانے کی توقع ظاہر کی گئی ہے۔ لیکن وہ ایک نہایت ہی قلیل تعداد ہوگی جسے پہلے کی نسبت کئی گنا زیادہ کرایہ برداشت کرنا پڑیگا۔ اور نہ معلوم کتنے دنوں تک بمبئی اور جدہ میں جہازوں کے ملنے کے انتظار میں گھڑیاں گننی ہونگی۔ اور کس قدر روپیہ خرچ کرنا پڑیگا۔ ان حالات کی موجودگی میں مناسب یہی ہے۔ کہ امسال حج کا ارادہ ملتوی کر دیا جائے۔ سرکاری اطلاع حسب ذیل ہے۔

"صرف مسلمانان ہندوستان کو اس فریضہ مذہبی کی ادائیگی میں مدد دینے کی انتہائی فکرمندی نے گورنمنٹ ہند کو یہ ترغیب دی ہے کہ امسال حج کے لئے جہاز وغیرہ کے جو محدود انتظامات ممکن ہیں۔ ان کو عمل میں لائے۔ ان انتظامات سے بہت ہی قلیل تعداد کو جانے کا موقعہ ملیگا۔ جس کا گورنمنٹ کو اس خیال سے اور بھی افسوس ہے کہ حکومت حجاز نے سابق موقعوں کی طرح اس مرتبہ بھی تاحال تخمین انتظامات کئے ہیں۔ جو لوگ امسال حج کو جانیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کو گورنمنٹ آگاہ کرنا چاہتی ہے۔ کہ صرف معدودے چند اشخاص کو جہاز میں جگہ مل سکیگی۔ اور جس بندرگاہ سے یہ لوگ سوار ہونگے وہاں معقول دیر لگیگی۔ لہذا لوگوں کو مایوسی اور بےچینی سے بچانے کے لئے گورنمنٹ نے بتایا ہے۔ کہ یہ امر دانشمندی پر مبنی ہوگا۔ اگر عازمان حج اپنا ارادہ کسی دوسرے سال پر ملتوی کر دیں گے۔ جس میں آسرا ہے کہ زیادہ اچھے اور کافی انتظامات کئے جا سکینگے۔"

اس اعلان سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند کو مسلمانوں کے مذہبی احساسات کا خاص طور پر خیال ہے۔ اور وہ حتی الوسع ان کے سرانجام دینے میں امداد دینے کے لئے تیار و آمادہ ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آجکل حاجیوں کے لئے جہازوں کا مہیا کرنا اس کے لئے نہایت مشکل امر ہے۔ اس لئے وہ حج کے لئے روانہ ہونیوالوں کو خطرات اور مشکلات سے آگاہ کرنے کے لئے مجبور ہے۔ امید ہے کہ گورنمنٹ کی ہمدردی اور اپنی مشکلات کو مدنظر رکھ

خطبہ جمعہ

اپنی حالت پر غور کرنا چاہیئے

از مولانا سید سرور شاہ صاحب
(فرمودہ ۱۷ - مئی ۱۹۱۶ء)

مثلھم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمت لا یبصرون ۝ صم بکم عمی فھم لا یرجعون ۝ او کصیب من السماء فیہ ظلمت ورعد وبرق یجعلون اصابعھم فی آذانھم من الصواعق حذر الموت واللہ محیط بالکفرین
(ر ۲ - ۱۶ تا ۱۸)

یہ جو میں نے چند آیتیں پڑھی ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی دو مثالیں بیان کی ہیں۔ اور یہ سمجھانا چاہا ہے کہ منافق دو طرح کے ہوتے ہیں ان دونوں قسموں کے سمجھانے کے لئے یہ دو مثالیں دی ہیں۔

پہلے گروہ کی مثال یہ ہے۔ کہ کچھ لوگ آگ جلائیں تاکہ روشنی ہو۔ اور وہ راستہ دیکھیں بری چیزوں سے بچیں۔ اچھی چیزوں کو لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب روشنی پوری ہو گئی۔ اس وقت اللہ ان کے نور کو لے گیا۔ مفسرین اس کے عام طور پر یہ معنی کرتے ہیں کہ آگ بجھ گئی۔ میرے نزدیک نور کے معنی آگ کہیں نہیں ہیں۔ نہ اس طور پر تمثیل ٹھیک بنتی ہے۔ نور کے معنی نور کے ہی ہیں مطلب اس کا یہ ہے کہ انہوں نے آگ جلائی کہ روشنی ہو۔ دیکھنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے۔ وہ دو ہیں اول آنکھ میں نور ہو۔ دوم بیرونی روشنی ہو۔ پس ان دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح حق کے قبول کرنے کے لئے بھی دو روشنیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ عقل جو انسان میں ہے مگر یہ کافی نہیں۔ جس طرح آنکھ بیرونی روشنی کی محتاج ہے۔ انسانی عقل بھی بیرونی روشنی کی محتاج ہے۔ اور بیرونی روشنی وحی الٰہی ہے پس جب آگ روشن ہو گئی تو خدا تعالیٰ نے ان کی بینائی لے گیا۔ پھر وہ ایسے اندھیروں میں رہے کہ لا یبصرون۔ قیامت تک کبھی بھی نہیں دیکھیں گے۔ ان کی قوت گویائی تو پہلے ہی جا چکی تھی۔ اور زبان بھی پہلے ہی نہ تھی چنانچہ جب ان کو کہا جاتا تھا آمنوا کما آمن الناس قالوا انؤمن کما آمن السفھاء کہ اور لوگ جس طرح ایمان لائے ہیں تم بھی ایمان لے آؤ۔ انہوں نے کہا کہ کیا ہم سفہا کی طرح ایمان لے آئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گونگے بہرے اندھے ہو گئے۔

یہ کون لوگ ہیں؟ اس سے سمجھ آتا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے وحی الٰہی سنی کچھ روشنی معلوم ہوئی۔ مگر پھر وہ حق سے دیکھنے سے محروم ہو گئے دوسری مثال یہ ہے او کصیب من السماء فیہ ظلمت ورعد وبرق یجعلون اصابعھم فی اذانھم من الصواعق حذر الموت واللہ محیط بالکفرین ۝ کچھ لوگ ہیں جو بارش میں چلتے ہیں۔ بارش میں اندھیرا بھی ہوتا ہے کڑک بھی ہوتی ہے۔ بجلی کی چمک بھی ہوتی ہے۔ ان بارش میں چلنے والوں کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ جب بجلی چمکتی ہے۔ تو کچھ چل پڑتے ہیں جب چمک ختم ہو جاتی ہے۔ تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب کڑک پیدا ہوتی ہے۔ تو کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں۔ اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ شاید انگلیاں کانوں میں ڈالنے کی وجہ سے موت سے بچ جائیں۔ اس تمثیل کو سن کر سمجھ میں آتا ہے کہ یہ منافق کس حد کو پہنچے ہوئے ہیں قرآن مجید کی تشبیہ بارش سے ہے۔ اور سارے قرآن مجید میں وحی کو بارش کی ہی تشبیہ دی گئی ہے۔ بارش جس طرح اوپر سے آتی ہے وحی بھی بلندی سے آتی ہے۔ بارش تمام مخلوقات کے لئے مفید ہوتی ہے۔ مگر ایک بیوہ غریب اپاہج کے مکان کو گرا بھی دیتی ہے۔ وحی بھی عام طور پر مفید اور سب کو فائدہ پہنچانے والی ہوتی ہے۔ مگر جن کے دل گندے ہوتے ہیں۔ وہ اس کے آنے پر گندہ میں اور بڑھ جاتے ہیں۔ جس طرح بارش میں بجلی کی چمک اور رعد کی کڑک ہوتی ہے۔ اسی طرح وحی الٰہی میں براہین بھی ہوتے ہیں۔ عربی زبان میں دلائل روشن کو نور اور براہین ساطعہ کہتے ہیں۔ پھر وحی میں وعید ہوتے ہیں کہ نافرمانوں کو سزا ملیگی۔ ان وعیدوں کو گرج سے تشبیہ دی ہے۔ اور یہ وعید عذاب کے لئے پیش خیمے کے طور پر ہوتے ہیں۔

ان منافقین کی مثال سے یہ نکلا کہ وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے براہین کو سنا اور سنکر حق کی طرف چلے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ واپس ہو گئے۔ بلکہ یہی معلوم ہوتا ہے کچھ آگے ہی بڑھے مگر راستہ میں ہیں۔ ان میں نقائص ہیں۔ وعید نافرمانوں کی وجہ سے آتے ہیں۔ پس جس طرح جاہل آدمی جب کڑک ہوتی ہے تو انگلیاں کانوں میں ڈال لیتے ہیں کہ انگلیاں ڈالنے سے بجلی کی زد سے بچ جائیں گے۔ اسی طرح منافق لوگ بھی وعید سن کر کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے ہیں۔ کہ اس اثر سے محفوظ رہیں گے۔

ان دونوں مثالوں سے ثابت ہو گیا کہ ایک منافق تو وہ ہیں جن پر حق کھلا۔ مگر انہوں نے اس کو قبول نہ کیا اور دوسرے وہ ہیں جنہوں نے حق کو قبول تو کیا۔ مگر عملی کمزوریاں ان میں بہت سی ہیں۔ اس واسطے شریعت میں منافقین دو قسم کے ہوئے۔ ایک منافق تو وہ ہیں جو اعتقاداً منافق ہیں۔ دوسرے وہ جو عملی منافق ہیں۔ حدیث سے منافق کی تین صفتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک کسی میں ہو تو اس میں اس قدر حصہ نفاق ہے۔ یا جس میں تینوں ہوں وہ پکا منافق ہے۔ وہ تین صفتیں یہ ہیں۔ (۱) جب وہ

وعدہ کرے تو اُس کو پورا نہ کرے۔ مثلاً خدا سے کوئی نذر مانی۔ اور پھر اُس کو پورا نہ کیا۔ ہم اپنے امام کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ اس کو اگر پورا نہ کریں تو یہ بھی ایک شعبہ نفاق ہے۔ (۲) یہ کہ اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے۔ تو وہ اس میں خیانت کرے۔ (۳) جب وہ کسی سے لڑتا ہے تو فسق و فجور اختیار کر لیتا ہے۔ گالی دینا فسق ہے یا جب عدالت میں پیش ہوتا ہے۔ تو جھوٹے گواہ بنا کر پیش کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

غرض منافق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اور دونوں میں بعض صفات مشترک ہوتے ہیں۔ وہ خواہ اعتقادی منافق ہوں یا عملی۔ کچھ صفات ان میں ضرور پائے جاتے ہیں۔ فرمایا و اذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا و اذا خلوا الیٰ شیٰطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون۔

جب وہ مومنین مخلصین کو ملتے ہیں۔ تو وہ ان پر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہم مومن ہیں۔ مگر جب وہ اپنے شریروں کی طرف جاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں انا معکم ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

اس کے بعد میں ایک اور مسئلہ مختصر بیان کرنا چاہتا ہوں کہ نیکی اور بدی دونوں کے درود منبع ہیں۔ بدی۔ نفاق۔ اور کفر وغیرہ یہ سب شاخیں ہیں۔ جب انسان اپنی حالت اس قسم کی دیکھے۔ کہ کسی نیک اور پارسا کے سامنے جا کر تو وہ ویسی ہی باتیں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسی اس بزرگ کی حالت ہے۔ مگر اکیلے میں اس کے خلاف کچھ اور ہی عمل کرتا ہے۔ یا اس کے ان خیالات میں کچھ اور ہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو سمجھ لینا چاہئے کہ ضرور مجھ میں کوئی نفاق کا شعبہ ہے۔

پس میں اپنے تمام احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ اپنی حالت پر غور کرتے رہا کریں۔ انشاء اللہ بہت مفید ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم ہمیشہ اس راستہ پر چلیں جس پر حضرت مسیح موعود چلانا چاہتے ہیں۔ آمین

الفضل کی توسیع اشاعت

بڑی خوشی کی بات ہے کہ بعض احباب نے مینجر صاحب الفضل کی اس تحریک پر جو اخبار کی اشاعت بڑھانے کے لئے کی گئی ہے توجہ سے سنا۔ اور بروئے عمل لانا شروع کر دیا ہے۔ لیکن چونکہ کم از کم اڑھائی سو خریداروں کی فوری ضرورت ہے۔ جیسا کہ مفصل طور پر عرض کیا گیا ہے۔ اس لئے تمام احباب کو توجہ دلانے کے لئے پھر مینجر صاحب کی تحریک شائع کی جاتی ہے۔ جہاں تک جلد ہو سکے اس مطالبہ کو جلدی پورا کیا جائے۔ ایڈیٹر۔

الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں یہ تحریک ہو چکی ہے۔ کہ موجودہ گراں کاغذ و سامان طباعت نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ یا تو الفضل کے صفحے کم کر دیا جائے۔ یا اس کے چندہ میں اضافہ کیا جائے یا کم از کم پانسو خریدار اس کے زیادہ ہو جائیں۔

میرے خیال میں آخری صورت بہت مفید ہے کیونکہ صفحات کو کم کرنے سے بہت سے ضروری مضامین رہ جائیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا درس قرآن کریم بھی نہیں چھپ سکیگا۔ اور یوں بھی چھوٹے سے پرچہ سے ناظرین کرام کو بے لطفی ہو گی۔ قیمت میں اضافہ بھی غرباء کے لئے دو بھر ہے۔ گو وہ جب دیگر ضروریات زندگی خوراک و کپڑا پہلے سے دگنی گراں خریدتے ہیں۔ تو اپنی اس روحانی ضرورت کے لئے بھی اگر ایک آدھ روپیہ زیادہ دیں گے۔ تو کچھ بڑی بات نہیں۔ ہاں آخری صورت آسان ہے۔ زبان ہلانے کی دیر ہے پھر الفضل اپنی سفارش خود کرے گا۔ اس وقت الفضل کی اشاعت ایسی حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ چھپائی و طبع کے ریٹ کے لحاظ سے صرف دس مزید پرچوں کے لئے ہمیں اتنا خرچ کرنا پڑتا ہے جتنا کہ پہلے اڑھائی سو کے لئے ہو سکتا تھا۔ گویا یوں سمجھئے کہ اگر دس خریداروں کو ہمیں ساڑھے سات روپے سالانہ ملتے ہیں۔ تو ڈیڑھ سو روپیہ جلد سے صرف چھپوائی میں دینا پڑتا ہے۔ اس بات

کو وہ لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں جو مطبع میں کام کرتے رہے یا انہیں آئے دن کام کرانا پڑتا ہے۔ مَیں ایک دوست سے یہ حقیقت حال عرض کر کے کہہ رہا تھا کہ موجودہ صورت حال تو ایسی ہے کہ اگر الفضل کے ۴۰۰۔۵۰۰ خریدار خریداری چھوڑ دیں تو ہمیں اتنا نقصان نہ ہو جتنا صرف دس بارہ خریدار زائد ہونے سے ہو رہا ہے۔ پس ضروری ہے کہ ناظرین کرام ہمت کر کے اسی مہینے کے اندر اڑھائی سو خریدار اور پیدا کریں۔ اور اڑھائی سو اگلے مہینے سہی۔ اس کے بعد امید کرتا ہوں کہ خرچ کے زائد از آمد ہونے کی شکایت ایک حد تک رفع ہو جائیگی۔ (سوائے کاغذ کے خرچ کے) کوئی اٹھارہ سو روپے کے قریب مالکان الفضل ابتدا میں خرچ کر چکے ہیں۔ اب ان سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اور اپنی ذمہ داری پر اخبار کو چلایا جا رہا ہے۔ اور یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح کے انفاس قدسیہ کی طفیل ہے کہ مینجر و ایڈیٹر دونوں شاخوں کی تنخواہ پر نصف سے بھی کم خرچ ہوتا ہے بمقابلہ دیگر ہفتہ میں ایکبار نکلنے والے اخباروں کے۔ ورنہ الفضل موجودہ اشاعت کے ساتھ دو مہینے بھی اپنا خرچ برداشت نہ کر سکے۔

(نیازمند مینجر الفضل قادیان)

ایک کاشتکار کی ضرورت

مجھے ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے جس کا پیشہ زمینداری ہو۔ تنخواہ آٹھ روپے ماہوار یا کھانا

ہنگامۂ یورپ

فرانسیسی و نقاط پر غنیم کی لائن میں گھس گئے

لنڈن - ۱۷ - مئی - آج شام کا فرانسیسی کمیونیک مظہر ہے کہ ہیلے کے علاقہ میں رات بھر سخت گولہ باری ہوا کی - میزینے سینٹ جارج کی طرف ہم نے دشمن کی ایک ناخت ستر کردی - اور قیدی گرفتار کئے - لیکن سرباڈ کے جنوب میں ہمارے دستے دو نقاط پر دشمن کی لائن میں گھس گئے - اور ۴۰ قیدی گرفتار کئے -

برطانوی سپاہ کی کامیاب پیشقدمی

لنڈن ۱۷ مئی ایک برطانوی کمیونیک مظہر ہے کہ بومانٹ ہیمل کے گرد و پیش میں ہم نے ایک کامیاب حملہ کیا اور چند قیدی گرفتار کئے - ماریس کے شمال میں ہم نے ایک چوکی پر حملہ کیا - وہاں کی محافظ فوج یا ہلاک ہوگئی یا بھاگ گئی -

جرمنوں کے ۱۹ دشمن

لنڈن ۱۵ - مئی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر بونر لا نے دارالعوام میں کہا کہ سب ملا کر ۱۹ ممالک نے اگست ۱۹۱۴ء سے اب تک جرمنوں کے خلاف اعلان جنگ کیا - اور حسب ذیل ممالک نے سفارتی تعلقات منقطع کر دیئے ہیں - بولیویا - ہانڈوراس - نکاراگوا - ہائیٹی - سان - ڈومنگو - کوسٹاریکا - پیرو - یوراگوئے - اور ایکوئڈار

اٹلی پر آسٹریا کے حملے کی تیاریاں

لنڈن ۱۵ - مئی اطالوی ہوائی جاسوس اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ آسٹریا ایک بہت بڑی سپاہ جمع کر رہے ہیں - اور کوہ آلپس اور فرولی کے میدان میں دشمن کی بکثرت بڑی توپیں بھی پہنچ گئی ہیں - دشمن رات کی تاریکی میں جنگی تیاریوں کو مکمل کر رہا ہے - اس وجہ سے دشمن نے اپنی ہوائی قوت بھی بڑھا لی ہے لیکن ابھی تک اطالوی اور برطانوی ہوا باز دشمن پر افضلیت رکھتے ہیں -

برطانوی محاذ جنگ پر توپخانہ کی جدوجہد

لنڈن ۱۸ - مئی - سر ڈگلس ہیگ کی ایک کمیونیک مظہر ہے کہ گیونشی اور دو بیک کے درمیان ۱۷ مئی کی شب کو جانبین سے توپوں کا مقابلہ ہوا - بین - ایپرہ اور ہزبروک کے خط جنگ میں دشمنوں کا توپخانہ سرگرم رہا -

امریکن محاذ جنگ پر آتشباری

لنڈن - ۱۸ - مئی - ایک امریکن کمیونیک مظہر ہے کہ بروز جمعہ جنگ مختصر مقامی خفیف معرکوں اور سلسلہ توپوں کی آتشباری پر محدود رہی - اور ٹوں اور سول کے شمال مغرب میں آلات ہوائی نے بہت سرگرمی کا اظہار کیا -

فرانسیسی محاذ پر شدید گولہ باری

لنڈن ۱۸ مئی - ایک فرانسیسی کمیونیک مظہر ہے کہ آور یرے کے شمال اور جنوب میں مختلف مقامات پر شدید گولہ باری ہوئی

جرمن حملہ شروع ہونے والا ہے

لنڈن - ۱۷ - مئی جرمنوں کے حملہ کا نہایت بے چینی سے انتظار کیا جا رہا ہے - جنرل ماریس نے ڈیلی کرانیکل میں لکھا ہے کہ فرانس میں جرمن سپاہ کا دو تہائی حصہ اس وقت ایپرہ اور اوائز کے درمیان مقیم ہے - جو مغربی محاذ کے پانچویں حصہ کی برابر ہے - لیکن یہ اس محاذ کا سب سے اہم حصہ ہے کیونکہ اس راستہ پر پیرس اور ان انگلستان کے بندرگاہ واقع ہیں - جس لائن پر اتحادی قابض ہیں اس میں نہایت خراب سڑکیں واقع ہیں - اور اگر یہاں کسی جگہ بھی دشمن کو فتح ہوئی تو اس سے اتحادیوں کے رسل و رسائل کے راستے بند ہو جائیں گے لیکن گو اس وقت بمقابلہ ۲۱ مارچ کے اتحادی لائن بہت کمزور ہے - تاہم اس وقت متحدہ کمان ہے اور ہم نے دشمن کو شدید نقصانات پہنچائے ہیں - اور سلسلہ امریکن سپاہ

ہندوستان کی خبریں

چاندی آگئی -

امریکہ سے ۵۵ کروڑ ڈالر کی جو چاندی ہندوستان کے لئے حاصل کی گئی ہے - اس میں سے کئی کروڑ ڈالر کی پہلی ارسال ۱۵ - مئی کو بمبئی پہنچی ہے - اور وہاں کی ٹکسال میں اس کے روپے بننے شروع ہوگئے ہیں -

جرمن اسیران جنگ کا فرار

احمد نگر کیمپ سے ۴ جرمن اور ۲ آسٹروی جنگی قیدی جن کی عمر ۴۰ سال سے کم ہے فرار ہوگئے -

زلزلہ کی اطلاع

۱۹ - مئی کی صبح کو ۶ بجکے ۵۸ منٹ پر شملہ میں ۱۲ سو میل فاصلہ پر ایک خفیف زلزلہ کی اطلاع دی گئی - یکشنبہ گزشتہ کو لاہور میں بھی دو اور ۳ بجے کے درمیان زلزلہ محسوس کیا گیا -

مولوی حسرت موہانی کی قید سے رہائی

۲۲ - مئی کو حسرت موہانی صاحب کی میعاد قید ختم ہوگئی ہے -

لارڈ کچنر کی یادگار

اس فنڈ میں اب تک ایک لاکھ ۴۴ ہزار ۴ سو ۱۴ روپیہ فراہم ہو چکا ہے - جسے سردست قرضہ جنگ میں لگا دیا گیا ہے -

زچہ خانہ کے لئے روپیہ

موسیٰ بھائی جعفر نے جو خوجہ قوم کے ایک متمول ممبر ہیں ۴۰ ہزار سالانہ کی جائداد بمبئی میں اس غرض سے وقف کی ہے کہ ایک زچہ خانہ قائم کیا جائے -

اہل ہنود اور جانوروں کا قتل

معلوم ہوا ہے کہ مالابار میں کئی ایسے مقامات ہیں - جہاں ہر سال ہندو کی مذہبی تقریبوں پر ہزارہا جانور اور بکریاں قتل کی جاتی ہیں -
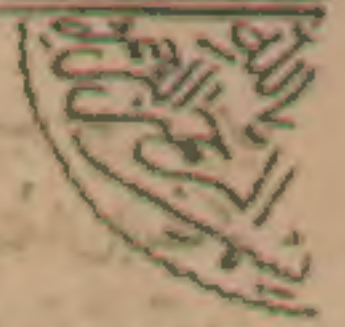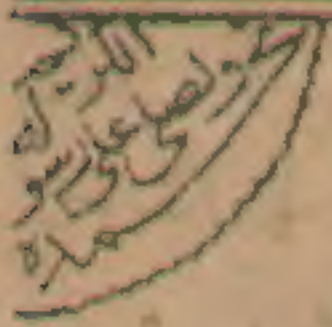
درس قرآن کریم کے نوٹ

از افاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

(مرتبہ غلام نبی بلانوی)

سورۃ یوسف
بقیہ گیارہواں رکوع

(۲۲- جنوری ۱۹۱۸ء)

بلکہ زندہ ہے۔ اور اب ایک طرح سے مشاہدہ شروع ہو گیا تھا۔ چنانچہ حضرت یعقوب بھی پہلے تو اپنے بیٹوں کو اشاروں میں بتلاتے ہے۔ مگر اس موقعہ پر آکر صاف کھول کر بتا دیا کہ قال الم اقل لکم انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون۔ کیا میں تمھیں کہتا نہ تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اب دیکھ لو۔ یہی تھا جو کچھ مجھے پہلے خدا کی طرف سے بتایا گیا تھا۔ اور تم نہیں جانتے تھے۔

حضرت یوسف کے بھائیوں کا اپنے باپ سے معافی مانگنا

اس پر انھوں نے کہا قالوا یا ابانا استغفر لنا ذنوبنا انا کنا خٰطئین ٥ اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کے لئے بخشش مانگ۔ یعنی خود معاف کر اور خدا سے معافی کے لئے دعا کر بیشک ہم بڑے خطاکار تھے۔

پہلے انھوں نے حضرت یوسف سے معافی مانگی تھی۔ اب اپنے باپ سے مانگی ہے۔

رسول کریم اور حضرت یوسف کے واقعات کی مشابہت

یہی حالت رسول کریم کے وقت پیش آئی۔ مکہ نہ صرف ان برکات کا مقام تھا۔ جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل پر ہوئیں۔ بلکہ رسول کریم صلعم کو بھی وہیں خدا کے کلام کا شرف حاصل ہوا تھا۔ مگر آپ کو وہ مقام چھوڑنا پڑا۔ اس وقت کہاں کوئی انسانی دماغ خیال کر سکتا تھا کہ یہ دو انسان رات کو بھاگنے والے کسی دن کو اس شہر میں فاتحانہ طور پر داخل ہونگے۔ مکہ والے بڑے خوش ہوئے ہونگے کہ ہم کامیاب ہو گئے۔ جس طرح حضرت یوسف کے بھائی خوش ہوئے تھے۔ مگر جب آٹھ سال کے بعد رسول کریم آئے۔ تو انھیں اپنی خوشی اور کامیابی کی حقیقت معلوم ہوئی۔ حضرت یوسف کے متعلق بھی بعض روایات میں آیا ہے۔ کہ آٹھ ہی سال بعد ملے تھے۔ اور پھر ملے کس طرح ایک وقت تو وہ تھا کہ جب ان کے بھائیوں نے انھیں غلام کر کے بیچا تھا۔ مگر ایک یہ وقت تھا۔ کہ وہ خود غلام ہو کر ان کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ اسی طرح رسول کریم جب مکہ سے گئے تو صرف ایک شخص کو ساتھ لے کر رات کو رات گئے تھے۔ مگر جب آئے تو دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ داخل ہوئے۔ اور ایسے آناً فاناً داخل ہوئے کہ اہل مکہ کے حواس گم ہو گئے۔ کہاں تو ابوسفیان کا احد کی جنگ میں یہ کہنا کہ کہاں ہے محمد (صلعم) کہاں ہے ابوبکر (رضی) کہاں ہے عمر (رضی) میں نے سب کو مار دیا ہے۔ اور کہاں یہ حالت کہ آکر کہتا ہے۔ کہ مجھ پر رحم ہو اور مجھے امان دی جائے۔ رسول کریم نے اس کو کہا کہ جو کوئی اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ جائیگا وہ چھوڑ دیا جائیگا۔ اور اس کو تعرض نہیں کیا جائیگا۔ جب رسول کریم شہر میں داخل ہو گئے تو ان لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ بتاؤ تم جو دکھ دیتے رہے ہو اب تم سے کیا سلوک کیا جائے۔ انھوں نے کہا وہی سلوک۔ کہ جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے

ساتھ کیا۔ اس پر رسول کریم نے یہ فرمایا کہ لا تثریب علیکم الیوم سب کو معاف کر دیا۔

اہل یورپ کا رسول کریم پر اعتراض اور اس کا جواب

ان لوگوں نے مسلمانوں پر جو جو مظالم کئے تھے ان کا آج کوئی نمونہ موجود نہیں۔ عضو کاٹ کاٹ کر مارا جاتا تھا۔ جسم چیرے جاتے تھے عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار کر ہلاک کیا جاتا تھا۔ کیا آج بھی کہیں ایسے مظالم ہو رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ لیکن باوجود اس کے مہذب یورپ کے لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے۔ جو اقتدار حاصل ہونے پر اپنے دشمن کو معاف کرنے کے لئے تیار ہو۔ حالانکہ یہ اس انسان کے ماننے والے لوگ ہیں جو کہتا ہے۔ کہ

"شریر کا مقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ اور اگر تجھ پر نالش کر کے تیرا کرتا لینا چاہے۔ تو چوغہ بھی اسے لینے دے۔ اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں بجائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا"

متی باب ۵ آیت ۳۹ تا ۴۱

یورپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا ہے۔ کہ آپ نے اپنے دشمنوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ حالانکہ آپ نے وہ نمونہ دکھایا کہ باوجود ایسے ایسے مظالم کرنے والوں کے جن کا نمونہ اب بھی کہیں نہیں ملتا۔ بار بار حملہ آور ہونے اور نقصان پہنچانے والوں کو بالکل معاف کر دیا۔ کیا کوئی سلطنت ہے۔ جو ان مظالم اور تکالیف کا ہزارواں حصہ بھی برداشت کر کے اپنے دشمنوں کو اس طرح معاف کر دے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ ہرگز نہیں۔ سوائے آپ کے آج تک یہ کام نہ کسی نے کیا ہے۔ اور نہ آئندہ کر سکتا ہے۔

(۲۹ - جنوری ۱۹۱۸ء)

حضرت یوسف اور حضرت یعقوب کی ملاقات

حضرت یوسف اس عظمت کے مطابق جو ان کے باپ کو حاصل تھی۔ اور اس ادب کے مطابق جو بیٹے کو باپ کے ساتھ حاصل ہوتا اور ہونا چاہئے۔ ان کی آمد پر آگے استقبال کے لئے گئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ۔ جب وہ ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے باپ کو اپنے پاس جگہ دی۔ اور کہا کہ اس شہر میں داخل ہو جاؤ۔ چونکہ شہر میں داخلہ کا ذکر ملاقات کے بعد آتا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ استقبال کے لئے آگے شہر سے باہر گئے تھے۔ جب وہ شہر میں پہنچے۔ تو رفع ابویہ علی العرش۔ انھوں نے اپنے ماں باپ کو عرش پر بلند کیا۔ اور ان کے لئے خدا کے حضور سجدے کرنے گر گئے۔

حضرت یوسف کے والدین

ابویہ کے متعلق مفسرین نے بحثیں کی ہیں۔ کہ حضرت یوسف کی والدہ تو پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں۔ پھر ان کے ماں باپ کس طرح ان کے پاس مصر میں گئے۔ اور ان دونوں کو کیونکر انھوں نے جگہ دی۔ اس کے لئے وہ کہتے ہیں۔ کہ ان کی ماں کو انھیں سجدہ کرنے ان کی خواب پوری کرنے کے لئے زندہ کر لیا گیا تھا۔ اور جب انھوں نے سجدہ کر لیا۔ تو پھر مار دیا گیا تھا۔ اس قسم کی باتیں بنانے والوں پر بڑا ہی تعجب آتا ہے۔ کہ وہ کیوں عقل و فکر سے کام نہیں لیتے۔ کیا ہی ضروری اور اعلیٰ درجہ کا کام تھا جس کے لئے ان کی ماں کو قبر سے نکال کر زندہ کیا گیا۔ حضرت یوسف کی مصیبت اور مشکل کے وقت تو زندہ نہ کیا۔ اور زندہ کیا تو ایک ایسے کام کے لئے جو شرک تھا۔ لیکن یہ سب قیاسی باتیں ہیں۔ اس لئے ان کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اول تو یہی بات قرآن کریم سے نہیں معلوم ہوتی۔ کہ ان کی والدہ فوت ہو گئی تھیں۔ اس کی بنا ہی اسرائیلی قصوں پر ہے۔ اور ان کا ماننا ہمارے لئے ضروری نہیں ہے۔ اور اگر ان کو بھی لیا جائے۔ تو پھر ہم کہتے ہیں کہ اس وقت جو بھی حضرت یعقوب کی بیوی تھیں۔ وہی ان کی ماں تھیں۔ چنانچہ شیعوں نے یہی کہا ہے۔ کیا حضرت یعقوب کی بیوی حضرت یوسف کی ماں نہیں کہلاتی۔ اگر کہلاتی ہے تو پھر بات صاف ہے۔

حضرت یوسف کے والدین کا تخت پر بیٹھنا

ایک اور مشکل بات اس آیت میں رفع علی العرش ہے۔ عرش کے معنی تخت کے ہیں۔ اس کے متعلق کہتے ہیں کہ یوسف تو بادشاہ نہ تھے۔ پھر انھوں نے اپنے والدین کو کس تخت پر بٹھایا۔ لیکن یہاں خدا نے عرش یوسف کا تو ذکر نہیں کیا۔ کہ یہ مشکل پیش آئے۔ پھر رفع علی العرش کے یہ معنی بھی ہوتے ہیں۔ کہ کسی کو کسی معزز انسان کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس لحاظ سے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ حضرت یوسف نے بادشاہ کے سامنے اپنے ماں باپ کو پیش کیا دوسرے یہ کہ امرا اور وزرا کے بھی تخت ہوتے تھے۔ گو بادشاہ کے تخت سے کم اونچے ہوتے تھے۔ لیکن ہوتے ضرور تھے۔ اس لئے یوسف نے ادب کی خاطر انھیں بلا کر اپنے تخت پر بٹھا دیا۔ اور خود نہ بیٹھے۔

حضرت یوسف کے والدین کا سجدہ کرنا

خروا له سجدا کے یہ معنی کئے

جانتے ہیں کہ یوسف کے آگے ان کے ماں باپ سجدہ کرتے ہوئے گر گئے اول تو داخل ہونے وقت خدا کا نام لیا گیا ہے۔ اس لیے یہ معنی ہوئے کہ داخل ہو جانے پر خدا کے آگے سجدہ کرتے ہوئے جھک گئے۔ (۲) یہ کہ یوسف پر خدا تعالیٰ کا فضل اور انعامات دیکھ کر اس کی خاطر خدا کے حضور سجدہ میں جھک گئے۔ پھر سجدہ جب کسی انسان کے لیے آئے۔ تو اس کے معنی اطاعت اور فرمانبرداری ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں یہ معنی نہیں کئے جا سکتے۔ کیونکہ حضرت یعقوب نبی تھے۔ اور حضرت یوسف کے باپ تھے۔ ان کا حضرت یوسف کی اطاعت کرنا نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ایک غیر نبی کے لئے تو خواہ وہ باپ ہو یا دادا نبی کی اطاعت ضروری ہے۔ لیکن ایک باپ جو نبی ہو وہ اطاعت نہیں کر سکتا۔ اور نہ اپنے نبی بیٹے کے ماتحت ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ معنی نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہی ہیں کہ انھوں نے حضرت یوسف کے لئے خدا کی حضور سجدہ کیا۔ اور یہی معنی صوفیار کے باپ حسن بصری نے کئے ہیں۔

حالات یوسف بیان کرنیکی غرض

ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ۝ اس آیت میں خدا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا۔ کہ یہ کوئی قصہ کہانی نہیں۔ بلکہ ایسے ہی واقعات اب رونما ہونگے۔ چنانچہ رسول کریم کے وقت ایسے ہی واقعات ظاہر ہوئے۔ لیکن اپنی شان اور عظمت میں بہت بڑھ کر۔ تو فرمایا یہ وہ باتیں ہیں جو غیب کی ہیں۔ اور تیری طرف وحی کی جاتی ہیں ان سے غرض اس یوسف کا حال بیان کرنا نہیں۔ بلکہ یہ تو سہ

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

والا معاملہ ہے۔ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ۔ قرآن نے اس بات کو نہایت صفائی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ کہ اکثر لوگ انبیا کو قبول نہیں کرتے۔ اور حضرت مسیح موعود نے بھی اسی بات کو پیش کیا ہے۔ لیکن اب اس کا ہمارے خلاف غیر مبائعین کی طرف سے نہایت غلط استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دیکھو قرآن کہتا ہے کہ اکثر لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ اور تم چونکہ ہم سے زیادہ ہو۔ اس لئے گمراہ ہو۔ اگر ان کی اس بات کو درست مان لیا جائے تو پھر ماننا پڑیگا کہ جو گروہ سب سے چھوٹا مثلاً شیعہ یا ان سے بھی کم چکڑالوی یا وہ جو چند ہی آدمی ہیں۔ وہ سچے ہونگے۔ اور باقی سب کافر۔

لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا یہ معیار صداقت اس جماعت کے مقابلہ پر ان لوگوں کے متعلق ہے۔ جو خدا کی طرف سے اور نبی کے ذریعہ قائم کی جاتی ہے۔ نہ یہ کہ ایک نبی کی قائم کردہ جماعت سے ہی چند لوگ نکل کر کثیر حصہ کو باطل پر کہدیں۔ اس طرح تو کسی نبی کی جماعت بھی حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت بھی حق پر نہیں ثابت ہو سکتی کیونکہ منافقین کی تعداد صحابہ کے مقابلہ میں بہت تھوڑی تھی۔ اب کیا ان منافقین کو اس لیے حق پر کہا جائیگا کہ وہ صحابہ کے مقابلہ میں تھوڑے تھے۔ اگر نہیں تو پھر یہ دلیل ہمارے متعلق کس طرح پیش کی جا سکتی ہے۔؟

بارھواں رکوع

(۲۷-جنوری ۱۹۱۵ء)

کسی نبی کو اس کے دلائل کے ذریعہ کسی ساری کی ساری قوم نے نہیں مانا

انبیاء کی صداقت کے ثبوت کے لئے۔ اور ان کے دعوے کے قائم کرنے کے لیے خدا کی طرف سے جب کہ دنیا میں نبی کے ساتھ دلائل اور براہین بھیجے جاتے رہے ہیں۔ مگر آج تک ایک نبی بھی ایسا نہیں گذرا۔ جس کے ساتھ نازل کردہ دلائل کو دیکھ کر ساری کی ساری قوم نے ہدایت پائی ہو۔ قرآن کریم بتاتا ہے۔ کہ ایک نبی کی ساری کی ساری قوم نے اسے قبول کیا تھا۔ اور اسی کی مثال رسول کریم کے متعلق پیش کرتا ہے۔ کہ آپ کی قوم بھی ایسا ہی کریگی۔ لیکن یہ دو مثالیں بھی ایسی نہیں کہ انھوں نے دلائل کو دیکھ کر مانا ہو۔ حضرت یونس کو ان کی قوم نے اور رسول کریم صلعم کو آپ کی اس قوم نے جو سب سے پہلے آپ کی مخاطب تھی۔ مگر مانا تو اس لئے نہیں کہ دلائل کو سمجھ کر اور نشانات کو دیکھ کر بلکہ اپنی تباہی اور ہلاکت سے ڈر کر حضرت یونس کی قوم نے کب مانا؟ خدا کی یہ تو سنت نہیں کہ براہین اور نشانات بھیجے بغیر پہلے ہی عذاب نازل کر دے۔ بلکہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہلاک کن عذاب اسی وقت آتا ہے جب کہ لوگ براہین اور دلائل کو رد کر دیتے ہیں۔ تو حضرت یونس کی قوم نے اسی وقت مانا جب کہ ان پر عذاب آگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے دلائل کو دیکھ کر نہ مانا تھا اسی طرح رسول کریم کو کس وقت ان کی تمام قوم نے مانا دلائل کو سن کر تو ایک قلیل حصہ نے مانا تھا۔ انہوں نے اسی وقت مانا جبکہ اپنی ہلاکت کو دیکھ لیا۔ اپنی بربادی کا مشاہدہ کر لیا تھا۔ انھوں نے جب دیکھ لیا کہ اگر اب ہم نے نہ مانا تو پھر ہمارے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ تو مان لیا اس سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کو جبراً مسلمان بنایا گیا تھا۔ بلکہ یہ ہے کہ ان کی آنکھیں کب کھلیں اور کب انھوں نے اسلام کی صداقت پر غور کر کے اسے قبول کیا۔ اس وقت جب کہ اپنی ذلت اور بربادی کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا۔ پس ان کی آنکھیں اس سے کھلیں۔ اور انھیں اسی کے ذریعہ اسلام کی

صداقت پر توجہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ورنہ دلائل اور براہین سے منہ کیلئیں تو ساری قوم کے ماننے کی یہ دو مثالیں ہیں۔ اور ان کی بھی یہ صورت ہے اس سے معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ کسی نبی کی دلائل اور براہین کا انکار کرنا۔ اور ان پر لوگوں کا اڑ جانا اس بات کا ثبوت نہیں ہوتا۔ کہ وہ دلائل ہی صحیح اور درست نہیں ہوتے۔ بلکہ بات یہ ہوتی ہے کہ ان دلائل پر غور کرنے کی طرف توجہ ہی نہیں کی جاتی۔ اور معمولی معمولی باتوں کو نبی کے ماننے میں روک بنالیا جاتا ہے۔ اکثروں کے لئے یہی وجہ روک ہوجاتی ہے۔ کہ کثیر حصہ جو نہیں مانتا تو ہم کیوں مانیں۔ لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ انبیاء کے پاس دلائل نہیں ہوتے ہوتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ سے ایک قلیل حصہ ہی ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور اکثر لوگ محروم رہتے ہیں۔ ہاں جب تباہی اور بربادی دیکھتے ہیں۔ تب ان کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ دنیا کی اور باتوں میں تو دوسروں کی تباہی اور ہلاکت سے نصیحت اور عبرت حاصل کی جاتی ہے۔ لیکن انبیاء کے متعلق یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم پر عذاب نازل ہو تب ہم مانیں گے۔ ایسے لوگوں کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ اگر یہ انسان سچا ہے۔ تو ہم پر اس کی صداقت کے نشان کیوں ظاہر نہیں ہوتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ دلائل و نشانات زمین و آسمانوں میں بہت ہوتے ہیں۔ مگر ان کے لئے سامان ہے جو غور کرتے ہیں۔ لیکن جو ایسا نہیں کرتے انھیں کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔

تو اللہ تعالیٰ نبیوں کی تائید میں زمینی نشان بھی دکھاتا اور آسمانی بھی۔ آسمانی نشان تو وہ ہوتے ہیں جو خواہ رحمت کے خواہ غضب کے لیکن ان میں انسانی دخل نہ ہو جیسا کہ آجکل حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں سورج اور چاند گرہن ہوا۔ اور رسول کریم کے وقت انشقاق قمر۔ پھر قحط۔ بارش کا کثرت سے برسنا وغیرہ آسمانی نشان ہیں۔ کیونکہ ان میں انسانی دخل نہیں تھا۔ اور زمینی نشان وہ ہوتے ہیں جن میں انسانوں کا بھی دخل ہو۔ یعنی انسانوں کے ذریعہ وہ ظاہر ہوں۔ (۲) وہ جن کا آسمان اور زمین پر ظہور ہو۔

یمرون سے مراد ظاہری گذرنا نہیں۔ بلکہ یہ کہ ان کے سامنے لائے جاتے ہیں یا وہ ان کو سنتے اور دیکھتے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ چل کر ان کے پاس جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو آسمانی نشان مثلاً چاند گرہن کو کہاں چل کر کوئی دیکھ سکتا ہے؟

سب کے نہ ماننے کی وجہ

مذکورہ بالا معنی پر سوال ہوسکتا تھا۔ کہ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب دنیا کا اکثر حصہ مانتا ہے۔ کہ اگر ہم خدا کی بات نہ مانیں گے۔ تو وہ سزا دے گا۔ پھر اگر اس کی طرف سے دلائل کے ساتھ کوئی انسان آئے تو کیا وجہ ہے اس کو نہ مانیں۔ اس کے متعلق فرمایا۔ بات یہ ہے:۔ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ کہ در اصل ایسے لوگوں کا ایمان ہی خدا پر نہیں ہوتا۔ وہ یوں ہی رسمی طور پر مانتے ہیں کہ خدا ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ جب ان کے فوائد کی بات خدا کے حکم کے مقابلہ میں آجاتی ہے تو خدا کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا پر ان کا ایمان نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ مشرک ہوتے ہیں۔ ایک حد تک یقین ہوتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اپنے فوائد کی عظمت ان کے دل میں خدا سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے مقابلہ میں خدا کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اس کے بھیجے ہوئے انسان کو قبول نہیں کرتے۔

(۲۹- جنوری ۱۹۱۸ء)

نشانات کو دیکھ کر نہ ماننے کی سزا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لوگ دلائل اور نشانات کو دیکھتے ہوئے انکار کرتے ہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ پاگل ہوگئے ہیں۔ کہ نشان دیکھتے ہوئے ایسا کرتے ہیں۔ اس کے لئے کہو کہ ایسے لوگوں میں کوئی مخفی برائیاں ہوتی ہیں اور ان میں خدا کے مقابلہ میں اور چیزوں کی زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی قوت فیصلہ بالکل کند ہوجاتی ہے اور وہ حق و باطل میں فیصلہ نہ کرسکنے کی وجہ سے خدا کے راستبازوں کو قبول نہیں کرسکتے۔ وہ خود ایک بات قرار دیتے ہیں۔ کہ اگر ایسا ہوجائے۔ تو ہم مانیں گے۔ ورنہ نہیں فرمایا اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ کیا یہ لوگ اس سے نڈر ہوگئے ہیں کہ اللہ کی طرف سے ان کے لئے غاشیہ آجاوے۔ ہمارے پاس اس کی بھی کمی نہیں۔

غاشیہ۔ ایسا عذاب جو انسان کو ہر طرف سے ڈھانپ لے۔ یعنی ہر کام اور ہر بات۔ اور ہر صورت میں اسے نقصان ہی نقصان ہو۔ یہ عذاب بہت انکار کے بعد آتا ہے۔ اور اس قسم کے عذاب قلبی ہوتے ہیں۔ کیونکہ قلبی عذاب ظاہری کی نسبت زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ کوئی چین آرام نہیں رہتا دل مطمئن نہیں ہوتا۔ ایک آگ سی لگی رہتی ہے۔

اس آیت میں بطور سوال یہ جو کہا گیا ہے۔ کہ کیا یہ اللہ کی طرف سے غاشیہ آنے سے نڈر اور بے خوف ہوگئے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اب یہ عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ پس یوں ہے کہ جب یہ نشانات اور دلائل سے نہیں مانتے تو سزا پائینگے اور ایسا ہی عذاب انھیں آئیگا۔ جو ان کے تمام آرام اور اطمینان کو چھین لیگا۔

(۳۰- جنوری ۱۹۱۸ء)

نبی اور اس کے متبع بصیرت پر ہوتے ہیں

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ایک معنی تو یہ ہیں کہ میں حجت اور دلیل پر